

خلیفہ اول کے حکم سے خلیفہ دوم کے ہاتھوں حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر کو جلا ڈالنے کا واقعہ۔

<?xml encoding="UTF-8?">



خلیفہ اول کے حکم سے خلیفہ دوم کے ہاتھوں حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر کو جلا ڈالنے کا واقعہ۔

ابن ابی شیبہ کی کتاب المصنف میں خلیفہ دوم کے ہاتھوں حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر کو جلا ڈالنے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ مگر معاصر وہابی مصنف عبد الرحمن دمشقیہ نے اس روایت کی سند پر اعتراض کیا ہے اور اس روایت کی شیعوں کے بیت فاطمہؑ کو نذر آتش کیے جانے کے عقیدے پر دلالت کو باطل قرار دیا ہے۔ اس مطلب کے اثبات یا نفی کیلئے اس روایت کی سند و دلالت کا جائزہ لیں گے تاکہ پتہ چلے کہ یہ دعویٰ قابل اثبات ہے یا نہیں؟!

فہرست مندرجات

۱ - شبہے کا بیان

۲ - نقد و تحقیق

۲.۱ - اصل روایت

۲.۲ - سند روایت کی صحت کا اثبات

۲.۲.۱ - راویوں پر تحقیق

۲.۲.۱.۱ - محمد بن بشر

۲.۲.۱.۲ - عبید اللہ بن عمر

۲.۲.۱.۳ - زید بن اسلم قرشی

۲.۳ - روایت کی دلالت کے حوالے سے شبہات کا جائزہ

۲.۳.۱ - فاطمہؑ کا خلیفہ دوم کے نزدیک مقام

۲.۳.۲ - تفرقے سے دوری اور بیعت کی اہمیت

۲.۳.۲.۱ - زبردستی بیعت کا اجماع کے دعوے سے تعارض

۲.۳.۲.۲ - زبردستی بیعت مخالف قرآن

۲.۳.۲.۳ - خلیفہ کا دوسرے مخالفین کو چھوڑ دینا

۲.۳.۲.۴ - سعد بن عبادہ کی مخالفت

۲.۳.۳ - تیسرا شبہ

۲.۴ - اس روایت کے نتائج

۲.۴.۱ - عمر کا بیتِ فاطمہؑ کو جلانے کا ارادہ

۲.۴.۲ - جمہوریت کی نمائش اور زبردستی دھمکا کر بیعت

۲.۴.۳ - امیر المومنینؑ اور اصحاب کی جانب سے خلافتِ ابوبکر کی مخالفت

۲.۴.۴ - اہل مدینہ کو ڈرانا

۲.۵ - روایت کی سند کا جائزہ

۲.۵.۱ - یزید بن عبد اللہ

۲.۵.۲ - ابو بکر بن منکدر

۲.۵.۳ - عطاء بن یسار

۲.۵.۴ - سائب بن خلاد

۳ - نتیجہ

۴ - حوالہ جات

شبہ کے بیان

معاصر وہابی مصنف عبدالرحمن دمشقیہ نے قصہ حرق عمر لبیت فاطمة (رضی اللہ عنہا) کے عنوان سے ایک مقالے میں ابن ابی شیبہ کی روایت کے بارے میں لکھا ہے: علی ان ابن ابی شیبہ قد اورد رواية اخرى من طريق محمد بن بشر نا عبید اللہ بن عمر حدثنا زید بن اسلم عن ابیہ اسلم انه حين بویع لابی بکر....

قلت: وهذه رواية منقطعة لان زید بن اسلم كان يرسل و احادیثه عن عمر منقطعة كما صرح به الحافظ ابن حجر [۱] (كذلك الشيخ الالبانی) [۲][۳]

ولئن احتجتم بهذه الرواية ابطلتم اعتقادكم بحصول التحريق الى التهديد بالتحريق. وابطلتم اعتقادكم بان علیا لم یبایع لان هذه الرواية تقول: فلم يرجعوا الى فاطمة حتى بايعوا ابا بکر

ابن ابی شیبہ کی روایت منقطع ہے کیونکہ زید بن اسلم مرسل احادیث کو نقل کرتا ہے اور اس کی عمر سے روایات منقطع ہیں جس طرح ابن حجر اور البانی نے بھی اس نکتے کو اشارہ و صراحة بیان کیا ہے۔

اگر شیعہ اس روایت سے استدلال کرتے ہیں تو بیت فاطمة کو نذر آتش کیے جانے کے حوالے سے اپنے عقیدے کو باطل ثابت کریں گے۔ اسی طرح شیعوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت علیؑ نے ابوبکر کی بیعت نہیں کی ہے؛ بھی زیر سوال چلا جائے گا۔

نقد و تحقیق

اس روایت کے صحت و سقم کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں:

اصل روایت

ابن ابی شیبہ المصنف میں لکھتے ہیں: حدثنا محمد بن بشر نا عبید اللہ بن عمر حدثنا زید بن اسلم عن ابیہ اسلم انه حين بویع لابی بکر بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) كان علی والزبیر یدخلان علی فاطمة بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فیشاورونها ویترجعون فی أمرهم، فلما بلغ ذالک عمر بن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمة، فقال: یا بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ما من الخلق أحد أحب إلینا من أبیک، وما من أحد أحب إلینا بعد أبیک منک، وإیم اللہ ما ذاک یمانی عن اجتمع هؤلاء النفر عندک ان أمر بهم ان یحرق علیهم البیت، قال فلما خرج عمر جاؤوها فقالت: تعلمون ان عمر قد جاءنی وقد حلف باللہ لئن عذتم لیحرقن علیکم البیت، وإیم اللہ لیمضین ما حلف علیہ فأنصرفوا راشدين، فرؤا رأيکم ولا ترجعوا إلی، فأنصرفوا عنها ولم يرجعوا إلیها حتی بايعوا لابی بکر

جب لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کر لی تو علی و زبیر بیت فاطمة میں بات چیت اور مشاورت کیلئے جمع ہوئے، یہ

خبر عمر بن خطاب تک پہنچی۔ وہ بیت فاطمہؑ پر آیا اور کہا: اے بنت رسول خدا! ہمارے نزدیک محبوب ترین فرد آپ کے والد ہیں اور ان کے بعد آپ!!! مگر خدا کی قسم! یہ محبت اس امر سے مانع نہیں ہے کہ اگر یہ افراد تیرے گھر میں جمع ہوں تو میں حکم دوں کہ گھر کو ان کے سمیت جلا ڈالیں۔

عمر یہ جملہ کہہ کر چلا گیا، جب علیؑ اور زبیرؓ گھر واپس آئے تو پیغمبرؐ کی لخت جگر نے علیؑ و زبیرؓ سے کہا: عمر میرے پاس آیا تھا اور اس نے قسم اٹھائی ہے کہ اگر دوبارہ تم لوگ جمع ہوئے تو گھر کو تمہارے سمیت جلا ڈالے گا، خدا کی قسم! اس نے جو قسم کھائی ہے اسے انجام دے گا!« [۴] [۵] [۶]

سندِ روایت کی صحت کا اثبات

سند کے اعتبار سے اس روایت میں کوئی مسئلہ نہیں ہے، مگر عبد الرحمن دمشقیہ نے جو یہ کہا ہے وہذہ روایۃ منقطعة لان زید بن اسلم کانیرسلواحادیثہ عنعمر منقطعة یہ ایک قسم کا فریب و تدلیس ہے؛ کیونکہ وہ خود ابتدا میں اس روایت کی سند کو اس طرح نقل کرتا ہے: محمد بن بشر نا عبید اللہ بن عمر حدثنا زید بن اسلم عن ابیہ اسلم

پھر آگے چل کر دعویٰ کرتا ہے کہ زید بن اسلم عمر سے روایت نقل نہیں کر سکتا حالانکہ سند میں روایت کو زید بن اسلم نے اپنے والد سے اور اس نے عمر سے نقل کیا ہے نہ یہ کہ زید بن اسلم نے عمر سے روایت کو نقل کیا ہو۔ اس بنا پر انقطاعِ سند کا دعویٰ ایک بے بنیاد بات ہے۔

اس کے علاوہ بعض اہل سنت بزرگوں نے اعتراف کیا ہے کہ اس روایت کی سند صحیح ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ریاض کے ادارہ تعلیم و تربیت کے استاد و محقق ڈاکٹر حسن بن فرحان مالکی نے اس بارے میں لکھا ہے: ولكن حزب علی کان اقل عند بیعة عمر منه عند بیعة ابی بکر الصدیق نظراً لتفرقهم الاول عن علی بسبب مداهمة بیت فاطمة فی اول عهد ابی بکر، واکراه بعض الصحابة الذین کانوا مع علی علی بیعة ابی بکر، فکانت لهذه الخصومة والمداهمة، وهی ثابتة باسانید صحیحة و ذکرى مؤلمة لا یحبون تکرارها..

علیؑ کے حامی عمر کی بیعت کے وقت ابوبکر کی بیعت کے زمانے سے کم تھے؛ کیونکہ ابوبکر کی خلافت کے آغاز میں بیت فاطمہؑ پر حملہ کیا گیا اور اسی وجہ سے بعض صحابہ ابوبکر کی بیعت سے متنفر تھے۔ یہ دعویٰ صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے۔

پھر اس کے حاشیے میں لکھتے ہیں:

كنت اظن المداهمة مكذوبة لا تصح، حتی وجدت لها اسانید قوية منها ما اخرجه ابن ابی شیبہ فی المصنف. اقول: اذن هی ثابتة باسانید صحیحة. بل هی ذكرى مؤلمة كما قرر هذا الاستاذ المالکی

میں پہلے سوچتا تھا کہ حملے کا واقعہ جھوٹ ہے اور صحیح نہیں ہے مگر جب میں نے تحقیق کی تو اس کیلئے مضبوط اسناد مل گئیں کہ جن میں سے ایک سند ابن ابی شیبہ کا اپنی کتاب المصنف میں کلام ہے، پس

یہ دلخراش سانحہ صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے۔ [۷]

راویوں پر تحقیق

اگرچہ ڈاکٹر فرحان مالکی کی یہی صراحت سند کی صحت کے اثبات کیلئے کافی ہے مگر اس کے باوجود اس روایت کی سند کا اہل سنت علمائے رجال کے نظریات کی روشنی میں جائزہ لیں گے۔

محمد بن بشر

ابن حجر اس کے بارے میں لکھتے ہیں: محمد بن بشر العبدي ابو عبدالله الكوفي ثقة حافظ من التاسعة مات سنة ثلاث ومائتين

محمد بُشر، ثقہ، حافظ اور راویوں کے نویں طبقے سے ہے، اس کی وفات سنہ ۲۰۳ھ کو ہوئی۔ [۸]

عبید اللہ بن عمر

عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمری المدنی ابو عثمان ثقة ثبت قدمہ احمد بن صالح علی مالک فی نافع وقدمہ بن معین فی القاسم عن عائشة علی الزہری عن عروۃ عنہا من الخامسة مات سنة بضع واربعين.

عبیداللہ بن عمر... ثقہ اور عقیدے میں مضبوط ہے۔ [۹]

زید بن اسلم قرشی

زید بن اسلم العدوی مولی عمر ابو عبداللہ وابو اسامۃ المدنی ثقة عالم...

زید بن اسلم، ثقہ اور عالم تھا۔ [۱۰]

اسلم القرشی العدوی، ابو خالد و یقال ابو زید، المدنی، مولی عمر بن الخطاب: اسلم العدوی مولی عمر ثقة مخضرم مات سنة ثمانين وقيل بعد سنة ستين وهو بن اربع عشرة ومائة سنة ع

اسلم عدوی، ثقہ ہے۔ وہ سنہ ۸۰ھ میں فوت ہوا۔ بعض کے بقول اس کا انتقال سنہ ۶۰ھ میں ۱۱۴ برس کے سن میں ہوا۔ [۱۱]

حتیٰ یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ وہ صحابی تھا؛ کیونکہ اسلم یمن کی فتح کے زمانے میں کافر تھا اور امیر المومنین کی سربراہی میں یمن کی جنگ کے دوران مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہوا اور مسلمانوں کا غلام بن گیا اور غلام کے عنوان سے رسول خداؐ کے ہمراہ دو سفر کیے۔ وہ اسی طرح غلام رہا یہاں تک کہ عمر نے اسے ابوبکر کی خلافت کے دوران مکہ میں خرید کر لیا۔

بخاری اپنی تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں: اسلم مولی عمر بن الخطاب القرشی العدوی المدنی ابو خالد کان من سبی الیمن... عن بن اسحاق بعث ابو بکر عمر بن الخطاب سنة احدى عشرة فاقام للناس الحج وابتاع فیها اسلم

عمر کا غلام اسلم، یمن کے قیدیوں میں سے تھا۔ ابن اسحاق سے منقول ہے کہ عمر نے اسے سنہ ۱۱ ہجری میں خرید کیا کہ جب ابوبکر نے اسے حجاج کا سرپرست مقرر کیا تھا۔ [۱۲]

اسی طرح اہل سنت روایات کے مطابق یمن کے غنائم کو امیر المومنین حجة الوداع میں اپنے ہمراہ رسول خداؐ کے پاس لے آئے تھے تو یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حجة الوداع میں تھا مگر رسول خداؐ کا دیدار نہیں کر سکا!! کیونکہ اہل سنت علما صحابی ہونے کی ایک دلیل حجة الوداع میں اس کی موجودگی کو قرار دیتے ہیں۔

ابن حجر الاصابة میں اس کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ اس نے رسول خداؐ کی معیت میں دو سفر کیے: اسلم مولی عمر روی بن منده من طریق عبد المنعم بن بشیر عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ انہ سافر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم سفرتین والمعروف ان عمر اشتری اسلم بعد وفاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم کذلک ذکرہ بن اسحاق وغیرہ

اسلم، عمر کے غلام نے رسول خداؐ کے ہمراہ دو سفر کیے۔ مشہور یہ ہے کہ عمر نے اسے سنہ ۱۱ ہجری میں رسول خداؐ کی رحلت کے بعد خریدا تھا۔ ابن اسحاق اور دوسروں نے اس قول کو ذکر کیا ہے۔ [۱۳]

حتیٰ اگر یہ مطلب بھی درست ہو اور عمر نے اسے رسول خداؐ کی وفات کے بعد مکہ میں خرید کیا ہو تو یہ دلیل نہیں ہے کہ اس نے عمر کے خریدنے سے قبل اپنے پہلے مالک کے ساتھ رسول خداؐ کے ہمراہ سفر نہ کیا ہو یا وہ مدینہ میں نہ رہا ہو۔

لہذا ان دو نظریات کے مابین جمع کی صورت یہ ہے کہ اسلم اپنے سابقہ آقا کے ہمراہ رسول خداؐ کے ساتھ دو بار سفر پر گیا، رسول خداؐ کی وفات کے بعد اپنے آقا کے ساتھ حج کے مناسک انجام دینے کیلئے مکہ گیا اور وہیں مکہ میں عمر نے اسے خرید کر لیا۔

بالفرض وہ صحابی نہ ہو مگر قطعی طور پر تابعی ہے اور تابعی کے مرسلات بھی اہل سنت کے نزدیک حجت ہیں۔

ملا علی قاری اس کلام کہ جس کے صحابی ہونے میں اختلاف ہو، اس کا مرسل قابل قبول نہیں ہے؛ کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قلت: مرسل التابعی حجة عند الجمهور، فکیف مرسل من اختلف فی صحة صحبته

تابعی کا مرسل، تمام علما کے نزدیک حجت ہے تو جس کے صحابی ہونے میں اختلاف ہو، اس کا مرسل بدرجہ اولیٰ حجت ہو گا۔ [۱۴]

پس اس روایت کی سند صحیح ہے۔

البتہ تابعی کے مرسل کی حجیت پر ان شاء اللہ بلاذری کی روایت کے ضمن میں تفصیلی بحث کریں گے۔

روایت کی دلالت کے حوالے سے شبہات کا جائزہ

اب ہم اس روایت کی دلالت سے متعلق شبہات کو نقل کر کے ان کا مناسب جواب بیان کریں گے۔

فاطمہؑ کا خلیفہ دوم کے نزدیک مقام

روایت میں ہے کہ عمر ہر قسم کے اقدام سے پہلے ذاتی طور پر فاطمہؑ کے گھر گیا اور ان کے مقام و منزلت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا: اے فاطمہؑ! خدا کی قسم، ہمارے نزدیک تمہارے پدر گرامی سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے اور خدا کی قسم! تمہارے پدر بزرگوار کے بعد تجھ سے زیادہ ہمارے نزدیک کوئی محبوب نہیں ہے۔

عمر کا برتاؤ اور رسول اکرمؐ کی دختر گرامی کی منزلت کا بیان اس بات کی علامت ہے کہ وہ رسول اکرمؐ اور اہل بیت کا احترام کرتے تھے اور ان سے محبت کرتا تھے۔

جواب:

۱. یہ عبارت بظاہر بنو امیہ کے نوکروں نے روایت میں داخل کی ہے تاکہ خلیفہ کے عمل کو درست ظاہر کریں اور ابوبکر کی بیعت کے وقت منعقد ہونے والی افسانوی جمہوریت کی نمائش کر سکیں!! مگر پھر بھی وہ بیت پر حملے اور اسے جلا ڈالنے کی دھمکی کا انکار نہیں کر سکے!

۲. اگر بالفرض عمر نے یہ الفاظ کہے ہوں تو بھی یہ ایک سنجیدہ دھمکی ہے اور اس چیز کو بیان کر رہی ہے کہ عمر حضرت صدیقہ طاہرہ کے مقام کو اہمیت نہیں دے رہے؛ کیونکہ ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ عمر خدا و رسولؐ کے نزدیک فاطمہؑ کے مقام و منزلت سے آگاہ تھے مگر اس کے باوجود یہ جرات کر رہا تھے کہ اس عظیم القدر خاتون کے گھر کو جلانے کی دھمکی دیں۔

تفرقے سے دوری اور بیعت کی اہمیت

خلیفہ کی بیعت کا مسئلہ اس قدر اہم تھا کہ عمر نے سخت الفاظ کے ساتھ یہ بات فاطمہؑ کو سمجھائی اور فرمایا: خدا کی قسم! کوئی چیز اس امر سے مانع نہیں ہو گی کہ تمہارے گھر میں جمع ہونے والے افراد کے بارے میں حکم نہ دوں کہ ان کو گھر سمیت جلا دیں۔

بیعت کا مسئلہ مسلمانوں کے اتحاد اور یکجہتی کے باعث خصوصی اہمیت کا حامل تھا اور پیغمبر اکرمؐ کی اتحاد و یکجہتی کی نصیحت اور تفرقے اور چند خلیفوں کی بیعت سے اجتناب کے پیش نظر عمر نے مصلحت اس بات میں دیکھی کہ ابوبکر کی بیعت کے مخالفین کو دھمکی دیں۔

زبردستی بیعت کا اجماع کے دعوے سے تعارض

اہل سنت ابوبکر کی بیعت کی مشروعیت کیلئے ایک طرف سے صحابہ کے اجماع کا سہارا لیتے ہیں اور دوسری طرف سے کہتے ہیں کہ حد اقل علیؑ اور ان کے گھر میں جمع ہونے والی جماعت نے بیعت سے انکار کیا یہاں تک کہ عمر مجبور ہوئے کہ دھمکیوں اور طاقت کے بل بوتے پر ان سے بیعت لیں۔

اس روایت سے حد اقل علیٰ کی جانب سے ابوبکر کی بیعت سے انکار ثابت ہوتا ہے اور علیٰ اور ان کے ناصرین کی غیر موجودگی کے باعث امت کا اجماع ہی منعقد نہیں ہوا تھا۔ ابن حزم اندلسی کے اس کلام کی طرف توجہ کریں کہ کہتا ہے: وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ كُلِّ أَجْمَاعٍ يَخْرُجُ عَنْهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَمَنْ بِحَضْرَتِهِ مِنَ الصَّحَابَةِ

خدا کی لعنت ہو ہر اس اجماع پر کہ جس میں علی بن ابی طالب اور ان کے اصحاب شامل نہ ہوں۔ [۱۵]

پیغمبر اکرمؐ کی حدیث علی مع الحق والحق مع علی (کہ علیٰ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیٰ کے ساتھ ہے) [۱۶] [۱۷] کے مطابق جو کچھ سقیفہ بن ساعدہ میں ہوا، حق نہیں تھا بلکہ یقینی طور پر لوگوں کی سرنوشت پر باطل حکمفرما ہو چکا تھا۔

زبردستی بیعت مخالف قرآن

کیا خلیفہ کی بیعت کا درجہ خدا و پیغمبرؐ پر ایمان سے بالاتر ہے کہ جس میں خدا نے اکراہ و اجبار کو ممنوع قرار دیا ہے اور سورہ بقرہ کی آیت ۲۵۶ میں ارشاد ہوتا ہے: لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ [۲۲]

اور سورہ شعراء کی آیت ۳ میں ارشاد فرماتا ہے: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ [۲۳] شاید اس رنج سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے آپ اپنی جان کھو دیں گے۔

مگر پھر بھی اپنے پیغمبرؐ کو یہ حکم نہیں دیتا کہ زبردستی کسی کو اسلام کی دعوت دیں بلکہ فرماتا ہے: قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ [۲۴]

کہہ دو کہ خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسول خدا کے حکم پر چلو۔ اگر منہ موڑو گے تو رسول پر (اس چیز کا ادا کرنا) جو ان کے ذمے ہے اور تم پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو تمہارے ذمے ہے اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا رستہ پالو گے اور رسول کے ذمے تو صاف صاف (احکام خدا کا) پہنچا دینا ہے۔

کیا آپ کو کوئی ایک ایسا مقام ملتا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے کسی کو دھمکی دے کر اور زبردستی اسلام قبول کروایا ہو؟!

خلیفہ کا دوسرے مخالفین کو چھوڑ دینا

اگر بیعت سے انکار کا مسئلہ خلیفہ کیلئے اس قدر اہم تھا کہ اس کی خاطر بنت پیغمبرؐ کے گھر کو نذر آتش کرنے کو آمادہ تھے تو کیوں بیعت کے باقی مخالفین کی نسبت ایسا کوئی اقدام نہیں کیا؟! بہت سے اصحاب نے ابوبکر کی بیعت سے اجتناب کیا۔

بخاری عمر بن خطاب سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حِينَ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهٖ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا

جب رسول خداؐ کا وصال ہوا تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے اور

اسی طرح علیؑ، زبیر اور ان کے ساتھیوں نے ہماری مخالفت کی۔ [۲۵]

ابو الفداء اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

فبايع عمر ابا بكر رضى الله عنهما واثالث الناس عليه يبايعونه فى العشر الاوسط من ربيع الاول سنة إحدى عشرة خلا جماعة من بنى هاشم والزبير وعتبة بن ابي لهب وخالد بن سعيد ابن العاص والمقداد بن عمرو وسلمان الفارسي وابى ذر وعمر بن ياسر والبراء بن عازب وابى بن كعب ومالوا مع على بن ابي طالب. وقال فى ذلك عتبة بن ابي لهب: ما كنت احسب ان الامر منصرف... عن هاشم ثم منهم عن ابي حسن عن اول الناس إيماناً وسابقه... واعلم الناس بالقرآن والسنن وآخر الناس عهداً بالنبي من... جبريل عون له فى الغسل والكفن من فيه ما فيهم لا يمترون به... وليس فى القوم ما فيه من الحسن وكذلك تخلف عن بيعة ابي بكر ابو سفيان من بنى امية ثم ان ابا بكر بعث عمر بن الخطاب إلى على ومن معه ليخرجهم من بيت فاطمة رضى الله عنها، وقال: إن ابوا عليك فقاتلهم. فاقبل عمر بشيء من نار على ان يضرهم الدار، فلقيته فاطمة رضى الله عنها وقالت: إلى اين يا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال: نعم...

عمر نے ابوبکر کی بیعت کی، لوگ سنہ ۱۱ ہجری کے ربیع الاول کے دس درمیانی دنوں میں بیعت کیلئے جمع ہوئے مگر بنو ہاشم کی ایک جماعت، زبیر، عتبہ بن ابو لہب، خالد بن سعید بن عاص، مقداد بن عمرو، سلمان فارسی، ابوذر، عمار یاسر، براء بن عازب اور ابی بن کعب علیؑ کے گرد جمع ہو گئے اور ان کی طرف مائل تھے۔

عتبہ بن ابو لہب نے اس بارے میں اشعار کہے ہیں:

مجھے گمان نہیں تھا کہ خلافت کو بنو ہاشم اور علیؑ سے ہتھیا لیا جائے گا، جو ایمان میں اول اور سب پر سابق تھا، وہ جو قرآن کے علم اور سنت کا سب سے بڑا عالم تھا اور وہ آخری فرد ہے جو پیغمبرؐ کے ساتھ رہا اور انہیں نہیں چھوڑا، وہ کہ جبرئیل نے رسول خداؐ کے غسل و کفن میں جس کا ساتھ دیا، وہ کہ مسلمانوں میں اس کی مانند کوئی بھی نہیں ہے اور تمام خوبیوں کا حامل تھا۔

اسی طرح ابوبکر کی بیعت سے بنو امیہ کے قبیلے سے ابوسفیان جیسے افراد نے انکار کیا، ابوبکر نے عمر کو بھیجا کہ علی اور ان کے ساتھیوں کو بیت فاطمہؑ سے باہر نکالا جائے اور حکم دیا کہ اگر انہوں نے اطاعت نہ کی تو ان کے ساتھ جنگ کرو، عمر آگ کا شعلہ لے کر بیت فاطمہؑ کی طرف آیا، فاطمہؑ نے اسے دیکھا، فرمایا: کہاں آئے ہو، کیا چاہتے ہو کہ میرے گھر کو آگ لگا دو؟! کہنے لگا: ہاں!.. [۲۶]

اسی طرح بارہویں صدی کے مشہور عالم عصامی مکی نے ابوبکر کی بیعت کے مخالفین کے بارے میں لکھا ہے: تخلف عن بيعة ابي بكر يومئذ سعد بن عبادة وطائفة من الخزرج وعلى بن ابي طالب وابناه والزبير والعباس عم رسول الله وبنوه من بنى هاشم وطلحة وسلمان وعمر وابو ذر والمقداد وغيرهم وخالد بن سعيد بن العاص

سعد بن عبادہ، خزرجیوں کے ایک گروہ، علی بن ابی طالب اور ان کے دونوں بیٹوں، زبیر، رسول خداؐ کے چچا عباس اور بنی ہاشم سے ان کی اولاد، طلحہ، سلمان فارسی، ابوذر، مقداد وغیرہ نیز خالد بن سعید بن عاص نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا۔ [۲۷]

ساتویں صدی ہجری کے مشہور اہل سنت عالم ابو جعفر طبری لکھتے ہیں: وتخلف عن بيعة ابي بكر يومئذ سعد بن عبادۃ في طائفة من الخزرج وعلى بن ابي طالب وابناه والعباس عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وبنوه في بني هاشم والزبير وطلحة وسلمان وعمار وابو ذر والمقداد وغيرهم من المهاجرين وخالد بن سعيد بن العاص [۲۸]

يعقوبی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: وتخلف عن بيعة ابي بكر قوم من المهاجرين والانصار ومالوا مع علي بن ابي طالب منهم العباس بن عبد المطلب والفضل بن العباس والزبير بن العوام بن العاص وخالد بن سعيد والمقداد بن عمرو وسلمان الفارسي وابو ذر الغفاري وعمار بن ياسر والبراء بن عازب وابي بن كعب [۲۹]

اسی طرح ابن اثیر جزری دو بزرگ صحابہ، خالد اور ابان بن سعید بن ابی العاص، کے بارے میں لکھتے ہیں: وتاخر خالد واخوه ابان عن بيعة ابي بكر رضي الله عنه

خالد اور اس کے بھائی نے ابوبکر کی بیعت کو مؤخر کر دیا۔ [۳۰]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: وكان ابان احد من تخلف عن بيعة ابي بكر...

ابان، ان افراد میں سے ایک تھے جنہوں نے ابوبکر کی بیعت نہیں کی۔ [۳۱]

ابن اثیر لکھتے ہیں: وتخلف عن بيعته علي و بنو هاشم والزبير ابن العوام وخالد بن سعيد بن العاص وسعد بن عبادۃ الانصاري ثم ان الجميع بايعوا بعد موت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم الا سعد بن عبادۃ فانه لم يبايع احدا الى ان مات وكانت بيعتهم بعد ستة اشهر على القول الصحيح وقيل غير ذلك

علی اور بنی ہاشم، زبیر، خالد بن سعید بن عاص، سعد بن عبادہ انصاری نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا، پھر فاطمہ کی رحلت کے بعد سب نے بیعت کر لی مگر سعد بن عبادہ نے زندگی کے آخری لمحات تک کسی کی بیعت نہیں کی یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ ان افراد کی بیعت صحیح قول کے مطابق چھ ماہ گزرنے کے بعد تھی، اگرچہ اس کے علاوہ اور اقوال بھی موجود ہیں۔ [۳۲]

سعد بن عبادہ کی مخالفت

رسول خدا کے مشہور صحابی سعد بن عبادہ، قبیلہ خزرج کے سربراہ تھے۔ انہوں نے ہرگز ابوبکر کی بیعت نہیں کی مگر تاریخ میں نہیں ملتا کہ خلیفہ کے طرفداروں نے ان کے گھر پر حملہ کیا ہو اور زبردستی ان سے بیعت لی ہو۔

ابن عبد البر قرطبی، الاستیعاب میں لکھتے ہیں: وتخلف سعد بن عبادۃ عن بيعة ابي بكر رضي الله عنه وخرج من المدينة ولم ينصرف اليها الى ان مات بحوران من ارض الشام لسنتين ونصف مضتا من خلافة عمر رضي الله عنه

سعد بن عبادہ نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا اور گوشہ نشین ہو گئے، اسی وجہ سے مدینہ سے خارج ہو گئے پھر کبھی واپس نہیں آئے یہاں تک کہ شام کے اندر حوران نامی جگہ پر عمر کی خلافت کے ڈھائی سال گزرنے کے

بعد انتقال کر گئے۔ [۳۳] [۳۴]

ابن حجر لکھتے ہیں: وقصته فی تخلفه عن بیعة ابی بکر مشہورۃ

سعد بن عبادہ کے ابوبکر کی بیعت سے انکار کی داستان مشہور ہے۔ [۳۵]

ابن قتیبہ دینوری الامامة والسیاسة میں، طبری اور ابن اثیر اپنی تواریخ میں، نویری نہایۃ العرب میں اور حلبی السیرۃ الحلبیہ میں لکھتے ہیں:

ثم بُعث الیہ ان اقبل فبايع فقد بايع الناس وبايع قومک فقال: اما واللہ حتی ارمیکم بما فی کنانتی من نبل واخضب سنان رمحی واضربکم بسیفی ما ملکته یدی واقتلکم باهل بیتی ومن اطاعنی من قومی فلا افعل. وایم اللہ لو ان الجن اجتمعت لکم مع الانس ما بايعتکم حتی اعرض علی ربی واعلم ما حسابی. فلما اتی ابو بکر بذلک قال له عمر لا تدعه حتی یبايع فقال له بشیر بن سعد انه قد لج وابی ولیس بمبايعکم حتی یقتل ولیس بمقتول حتی یقتل معه ولده واهل بیه وطائفة من عشیرته فاتركوه فلیس ترکہ بضارکم انما هو رجل واحد فترکوه وقبلوا مشورة بشیر بن سعد واستنصحوه لما بدا لهم منه فکان سعد لا یصلی بصلاتهم ولا یجمع معهم ویحج ولا یفیض معهم بافاضتهم فلم یزل کذلک حتی هلك ابو بکر رحمه اللہ

کچھ افراد کو سعد بن عبادہ کے پاس بھیجا گیا کہ سب لوگ بیعت کر چکے ہیں تم بھی بیعت کرو، انہوں نے کہا: خدا کی قسم! خواہ مجھے نیزوں کے ساتھ تم پر حملہ کرنا پڑے اور میرا نیزہ تمہارے خون سے رنگین ہو جائے اور جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے، اس سے تمہارے اوپر ضربیں لگانا پڑیں اور تمہارے خلاف اپنے خاندان والوں اور پیروکاروں کے ساتھ جنگ کرنی پڑے پھر بھی تمہاری بیعت نہیں کروں گا۔ خدا کی قسم! اگر انسان و جن تمہارے ساتھ شامل ہو جائیں تو بھی میں تمہاری بیعت نہیں کروں گا یہاں تک کہ اپنے خدا سے ملاقات کر لوں اور اپنا حساب دیکھ لوں۔

جب ابوبکر کو ساری رپورٹ دی گئی تو عمر نے کہا: اسے مت چھوڑو یہاں تک کہ بیعت کر لے، بشیر بن سعد کہتا ہے: اس نے حکم عدولی کی ہے اور آپ کی بیعت نہیں کرے گا، سوائے یہ کہ اپنے آپ کو، اپنی اولاد کو اور قبیلے کو قربانی کی بھینٹ چڑھا دے گا، اسے چھوڑ دو کہ اس میں تمہارا نقصان نہیں ہے۔

پس انہیں چھوڑ دیا گیا اور بشیر بن سعید کی نصیحت کو مان لیا گیا۔ سعد ان کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتے تھے اور ان کی نماز جمعہ میں شرکت نہیں کرتے تھے اور سفر حج میں ان کے ہمراہ نہیں جاتے تھے یہاں تک کہ ابوبکر کا انتقال ہو گیا۔ [۳۶] [۳۷] [۳۸] [۳۹] [۴۰]

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ کیوں ابوبکر اور ان کے ساتھیوں نے بیعت کے دیگر مخالفین کے ساتھ وہ سلوک نہ کیا جو انہوں نے فاطمہ زہراؑ کے ساتھ کیا؟!

کیوں، مدینہ کے تمام گھروں میں سے صرف بنت رسولؐ کا گھر غیر محفوظ تھا؟!

عبدالرحمن دمشقیہ نے اس روایت پر دلالت کے اعتبار سے یہ اشکال کیا ہے:

ولئن احتججتہم بهذه الرواية ابطلتم اعتقادكم بحصول التحريق الى التهديد بالتحريق. وابطلتم اعتقادكم بان عليا لم يبايع لان هذه الرواية تقول: فلم يرجعوا الى فاطمة حتى بايعوا ابا بكر

اگر آپ اس روایت سے استدلال کریں تو آپ جلانے کی نسبت اپنا عقیدہ باطل اور صرف جلانے کی دھمکی کو ثابت کر رہے ہیں اور اسی طرح آپ کا یہ عقیدہ کہ علیؑ نے بیعت نہیں کی، بھی باطل ٹھہرتا ہے؛ کیونکہ یہ روایت کہتی ہے: گھر واپس نہیں آئے جب تک ابوبکر کی بیعت نہ کر لی!

جواب:

اولاً: حدیث کے آخری حصے میں حضرت فاطمہؑ کا فرمان، عمر کی دھمکی کے سنجیدہ ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

ثانیاً: دھمکی کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے، حضرت فاطمہؑ گھر کو آگ سے بچانے اور پیغمبرؐ کی اولاد کی حفاظت کی غرض سے انہیں کہتی ہیں کہ دوبارہ یہاں مت آنا۔

ثالثاً: عبارت فلم يرجعوا اليها حتى بايعوا لا بی بکرسفید جھوٹ ہے جس کا بنو امیہ کے نوکروں نے روایت میں اضافہ کیا ہے تاکہ یہ ثابت کر سکیں کہ دھمکی عملی نہیں ہوئی ہے حالانکہ صحیح بخاری اور مسلم میں واضح طور پر آیا ہے کہ حضرت علیؑ نے چھ ماہ تک ابوبکر کی بیعت نہیں کی۔

بخاری لکھتے ہیں: فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى ابِي بَكْرٍ فِي ذَلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمُهُ حَتَّى تُؤَفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَمَّا تُؤَفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُؤَفِّيَتْ اسْتَنَكَرَ عَلِيٌّ وَجُوهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الْأَشْهُرَ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ ائْتِنَا وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَعَكَ كَرَاهِيَةً لِمَحْضَرِ عُمَرَ

فاطمہ ابوبکر پر غضبناک ہو گئیں اور ان سے کلام نہیں کیا یہاں تک کہ دنیا سے چلی گئیں اور رسول خداؐ کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں، جب رحلت ہوئی تو ان کے شوہر نے انہیں رات کو دفن کیا اور ان کے دفن کی ابوبکر کو اطلاع نہیں دی، خود ان پر نماز ادا کی، جب تک فاطمہؑ زندہ تھیں علیؑ کی ایک خاص آبرو تھی۔ جب فاطمہؑ دنیا سے چلی گئیں تو آپؐ نے لوگوں سے اچھا سلوک نہیں دیکھا اور مصلحت اسی میں دیکھی کہ ابوبکر کی بیعت کر لیں کیونکہ اس وقت تک بیعت نہیں کی تھی۔ لہذا انہوں نے ایک شخص کو ابوبکر کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ تم اکیلے ہمارے پاس آؤ اور تیرے ساتھ کوئی اور نہ ہو؛ کیونکہ عمر کی موجودگی انہیں پسند نہیں تھی۔ [۴۱]

[۴۲]

اس روایت کے نتائج

ہم یہ فرض کر لیتے ہیں کہ اس روایت کے مطابق گھر پر حملے اور نذر آتش کیے جانے کو ثابت نہیں کیا جا

سکتا، مگر یہ روایت چند دوسری چیزوں کو ثابت کرتی ہے کہ جس کے نتائج اہل سنت کیلئے خانہ وحی پر حملے اور --- سے کم نہیں ہیں اور ابوبکر کی خلافت کی مشروعیت کو ہی زیر سوال لے جاتے ہیں۔

عمر کا بیتِ فاطمہؓ کو جلانے کا ارادہ

بہت زیادہ اچھے گمان کی صورت میں یہ روایت بیتِ زہراً کو جلانے پر مبنی عمر کے قصد کو ثابت کرتی ہے اور حضرت زہراً کا یہ کلام ایم اللہ لیمضین لما حلف علیہ عمر کے سنجیدہ عزم پر تاکید ہے، جبکہ اہل مدینہ کی نسبت برا قصد ناقابلِ بخشش گناہ ہے اور رسولِ خداؐ نے قسم کھائی ہے کہ خدا ایسے شخص کو آگ میں اس طرح پگھلائے گا جس طرح نمک پانی میں حل ہوتا ہے۔

مسلم نیشاپوری نے اپنی صحیح کے بابِ باب من ارادَ اهلَ المَدینَةِ بِسوءٍ اَذَابَهُ اللہمیں چھ روایات کو نقل کیا ہے کہ اگر کوئی اہل مدینہ کی نسبت برا قصد رکھتا ہو تو خدا اسے پانی میں نمک کی طرح آگ میں تحلیل کر دے گا۔

عن ابی عبد اللہ القَرَظِ اَنَّهُ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰی اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهُ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ (صَلٰی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) مَنْ اَرَادَ اَهْلَ هَذِهِ الْبَلَدَةِ بِسُوءٍ یَعْنِی الْمَدِیْنَةَ اَذَابَهُ اللہُ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ

جو بھی مدینہ کے لوگوں کی نسبت برا ارادہ رکھے گا تو خدا اسے آگ میں اس طرح پگھلا دے گا جس طرح نمک پانی میں حل ہوتا ہے۔ [۲۳]

کیا کسی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ رسولِ خداؐ کی تنہا یادگار، سیدہ نساء اہل الجنتہ کو یہ دھمکی دے کہ تمہارے گھر کو جلا ڈالوں گا؟!

جمہوریت کی نمائش اور زبردستی دھمکا کر بیعت

یہ روایت ثابت کرتی ہے کہ ابوبکر کی بیعت ڈرانے، دھمکانے اور زبردستی کے نتیجے میں منعقد ہوئی اور جمہوریت، صحابہ کے اجماع، اہل حل و عقد (سفید ریش بزرگوں) کے اتفاق، عوامی بیعت کی باتیں افسانوی ہیں اور یہی مطلب اہل سنت کی خلافت کے مشروع ہونے پر سوالیہ نشان لگانے کیلئے کافی ہے؛ کیونکہ اہل سنت کے اصول کی رو سے خلیفہ عوامی آرا سے منتخب ہوتا ہے جبکہ یہ روایت اس کے برعکس کو پیش کر رہی ہے۔

پس ابوبکر نہ خدا و رسول کی طرف سے منتخب ہوئے ہیں اور نہ ہی لوگوں نے انہیں خلافت کیلئے چنا ہے (اس روایت کے مطابق) بلکہ طاقت، تشدد اور دھمکیوں سے خلافت تک پہنچے ہیں۔

اس صورت میں ابوبکر اور ان ظالم و جابر بادشاہوں کی حکومت میں کیا فرق رہ جاتا ہے کہ جو نیزوں اور تلواروں کے سائے میں عوام پر مسلط ہوتے تھے؟!

امیر المومنینؓ اور اصحاب کی جانب سے خلافتِ ابوبکر کی مخالفت

تیسرا اور سب سے اہم نتیجہ یہ ہے کہ فاطمہ زہراً، امیر المومنین اور آپ کے اصحاب و ناصرین نے ابوبکر کی خلافت سے اختلاف کیا اور وہ خلافت کو امیر المومنین کا حق سمجھتے تھے۔ لہذا امیر المومنین اصحاب کے ہمراہ بیت فاطمہ زہرا میں جمع ہوتے تھے تاکہ اپنے حق خلافت کی واپسی کیلئے کسی لائحہ عمل کی تدبیر کریں اور اس کا مطلب ہے کہ امیر المومنین ابوبکر کی خلافت پر ہونے والے اجماع میں شامل نہیں تھے۔

اب ایک مرتبہ پھر ابن حزم اندلسی کے کلام کو دہرائیں گے کہ انہوں نے ایسے اجماع پر لعنت کی ہے جس میں امیر المومنین حاضر نہ ہوں: وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى كُلِّ أَجْمَاعٍ يَخْرُجُ عَنْهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَمَنْ بِحَضْرَتِهِ مِنَ الصَّحَابَةِ خدا کی لعنت ہو ہر ایسے اجماع پر کہ جس میں علی بن ابی طالب اور ان کے اصحاب شامل نہ ہوں۔ [۴۴]

اہل مدینہ کو ڈرانا

ایک اور مطلب جو اس روایت کو ثابت کرتا ہے؛ یہ ہے کہ خلیفہ دوم نے اس دھمکی کے ساتھ حد اقل اہل مدینہ کو ڈرایا ہے، پس اہل سنت کا اس صورت میں روایت من اخاف اهل المدينة اخافه الله، وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين کے حوالے سے کیا جواب ہو گا؟

ذہبی، تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں: قال يزيد بن الهاد، عن ابی بکر بن المنکدر، عن عطاء بن يسار، عن السائب بن خلاد، انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من اخاف اهل المدينة اخافه الله، وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين. رواه مسلم بن ابی مریم، وعبدالله بن عبد الرحمن بن ابی صعصعة، عن عطاء عن السائب، وخالفهم موسى بن عقبة، عن عطاء فقال: عن عبادة بن الصامت، والاول اصح

سائب بن خلاد کہتے ہیں: میں نے رسول خدا سے سنا کہ جو بھی اہل مدینہ کو خوفزدہ کرے، خدا اس کو خوفزدہ کرے اور ایسے شخص پر خدا، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو! [۴۵]

روایت کی سند کا جائزہ

اس روایت کی سند کا جائزہ لیتے ہیں:

یزید بن عبد اللہ

وہ بخاری کے راوی ہیں، ابن حجر نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے اور انہیں ان لوگوں میں سے قرار دیا ہے جنہوں نے زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں۔

یزید بن عبد اللہ بن اسامة بن الهاد الليثی ابو عبد اللہ المدنی ثقة مكثر من الخامسة [۴۶]

ابو بکر بن منکدر

یہ بخاری کے راویوں میں سے ہیں اور ابن حجر انہیں ثقہ کا نام دیتے ہیں۔

عطاء بن یسار

یہ بخاری کے راوی ہیں اور ابن حجر انہیں ثقہ اور اہل فضل و موعظہ و عبادت شمار کرتے ہیں۔

عطاء بن یسار الہلالی ابو محمد المدنی مولی میمونۃ ثقة فاضل صاحب مواعظ وعبادة [۴۸]

سائب بن خلاد

یہ صحابی ہیں اور اہل سنت کے نقطہ نظر سے صحابہ کی عدالت قطعی ہے۔

محمدناصر البانی، السلسلة الصحيحة میں لکھتے ہیں: (من اخاف اهل المدينة اخافه الله). (وہذا اسناد حسن) وروی عن جابر بن عبد اللہ بہ الا انه لم يقل: اخافه الله وزاد: فعليه لعنة الله وغضبه لا يقبل منه صرفا ولا عدلا. واسناده صحيح. وقد صح الحديث عن جابر بلفظ: من اخاف اهل المدينة فقد اخاف ما بين جنبي. اخرجه احمد

یہ روایت کہ اگر کوئی مدینہ کے لوگوں کو ڈرائے تو خدا اسے ڈرائے؛ کی سند صحیح ہے اور جابر سے یہ بھی نقل ہوا ہے کہ اس کی نقل میں فقط جملہ اخافہ اللہ نہیں ہے، اگرچہ جملہ: پس اس پر خدا کی لعنت اور غضب ہو، موجود ہے اور اس کی سند بھی صحیح ہے۔

اسی طرح صحیح سند کے ساتھ جابر سے منقول ہے کہ فرمایا: جو کوئی اہل مدینہ کو ڈرائے تو اس نے میرے دل کو ڈرایا ہے۔ [۴۹]

نتیجہ

یہ روایت سندى اعتبار سے بالکل درست ہے اور دلالت کے اعتبار سے بھی حد اقل جلانے کی دھمکی، زبردستی بیعت لینے اور --- کو ثابت کرتی ہے اور یہ امر خلافتِ ابوبکر کی عدم مشروعیت کے مساوی ہے۔

حوالہ جات

۱. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، تقریب التہذیب، رقم ۲۱۱۷۔
۲. قادری، محمد بن ادريس، ازالة الدھش، ص ۳۷۔
۳. البانی، محمد ناصرالدین، معجم اسامی الرواة الذين ترجم لهم الالبانی، ج ۲، ص ۷۳۔
۴. ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد، المصنف فی الاحادیث والآثار، ج ۷، ص ۴۳۲، ح ۳۷۰۴۵۔

٥. سيوطي، عبدالرحمن بن ابي بكر، جامع الاحاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير)، ج٢٦، ص٣٩٥.

٦. متقي هندی، علي بن حسام الدين، كنز العمال في سنن الاقوال والافعال، ج٥، ص٦٥١.

٧. مالكي، حسن بن فرحان، قراءة في كتب العقائد المذهب الحنبلي نموذجاً، ص٥٢، ناشر: مركز الدراسات التاريخية - عمان - المملكة الاردنية الهاشمية، الطبعة الاولى، ١٤٢١هـ - ٢٠٠٠ع.

٨. ابن حجر عسقلاني، احمد بن علي، تقريب التهذيب، ج١، ص٢٦٩، ناشر: دار الرشيد - سوريا، الطبعة: الاولى، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦ع.

٩. ابن حجر عسقلاني، احمد بن علي، تقريب التهذيب، ج١، ص٣٤٣، ناشر: دار الرشيد - سوريا، الطبعة: الاولى، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦ع.

١٠. ابن حجر عسقلاني، احمد بن علي، تقريب التهذيب، ج١، ص٢٢٢، ناشر: دار الرشيد - سوريا، الطبعة: الاولى، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦ع.

١١. ابن حجر عسقلاني، احمد بن علي، تقريب التهذيب، ج١، ص١٠٢، ناشر: دار الرشيد - سوريا، الطبعة: الاولى، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦ع.

١٢. بخاري، محمد بن اسماعيل، التاريخ الكبير، ج٢، ص٢٣.

١٣. ابن حجر عسقلاني، احمد بن علي، الاصابة في تمييز الصحابة، ج١، ص١٣١.

١٤. ملا علي القاري، علي بن سلطان محمد، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج٨، ص٣٢٨٤.

١٥. ابن حزم ظاهري، علي بن احمد، المحلى، ج٨، ص٣٩٨.

١٦. هيثمي، علي بن ابي بكر، مجمع الزوائد، ج٧، ص٢٣٥.

١٧. ابن عساکر، علي بن حسن، تاريخ مدينة دمشق، ج٤٢، ص٤٤٩.

١٨. خطيب بغدادی، ابوبکر، تاريخ بغداد، ج١٦، ص٤٧٠.

١٩. ابن قتيبة دينوري، عبدالله بن مسلم، الامامة والسياسة، ج١، ص٩٨.

٢٠. فخر رازی، محمد بن عمر، تفسير الكبير، ج١، ص١٠٨.

٢١. حاکم نیشابوری، محمد بن عبدالله، المستدرک، ج٣، ص١٣٤، ح ٤٦٢٩.

٢٢. بقره/سوره٢، آیه٢٥٦.

٢٣. شعراء/سوره ٢٦، آيه ٣.
٢٤. نور/سوره ٢٤، آيه ٥٤.
٢٥. بخارى، محمد بن اسماعيل، صحيح البخارى، ج ٨، ص ١٦٨.
٢٦. ابوالفداء، اسماعيل بن على، المختصر فى اخبار البشر، ١، ص ١٠٧.
٢٧. عصامى مكى، عبدالملك بن حسين، سمط النجوم العوالى فى انباء الاوائل والتوالى، ج ٢، ص ٣٣٢،
ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت - ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ ع.
٢٨. طبرى، احمد بن عبدالله، الرياض النضرة فى مناقب العشرة، ج ٢، ص ٢٤١.
٢٩. يعقوبى، احمد بن ابى يعقوب، تاريخ يعقوبى، ج ٢، ص ١٢٤، ناشر: دار صادر - بيروت.
٣٠. ابن اثير جزرى، على بن محمد، اسد الغابة فى معرفة الصحابة، ج ٢، ص ٨٤.
٣١. ابن اثير جزرى، على بن محمد، اسد الغابة فى معرفة الصحابة، ج ١، ص ٣٧.
٣٢. ابن اثير جزرى، على بن محمد، اسد الغابة فى معرفة الصحابة، ج ٣، ص ٢٢٢.
٣٣. ابن عبدالبر، يوسف بن عبدالله، الاستيعاب فى معرفة الاصحاب، ج ٢، ص ٥٩٩.
٣٤. مزى، يوسف بن زكى، تهذيب الكمال، ج ١٠، ص ٢٨١، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الاولى،
١٤٠٠ هـ - ١٩٨٠ ع.
٣٥. عسقلانى، احمد بن على، الاصابة فى تمييز الصحابة، ج ٣، ص ٥٦.
٣٦. ابن قتيبة دينورى، عبدالله بن مسلم، الامامة والسياسة، ج ١، ص ٢٧.
٣٧. طبرى، محمد بن جرير، تاريخ الطبرى، ج ٢، ص ٢٢٢.
٣٨. شيبانى، على بن ابى الكرم، الكامل فى التاريخ، ج ٢، ص ١٩٢.
٣٩. نويرى، احمد بن عبدالوهاب، نهاية الارب فى فنون الادب، ج ١٩، ص ٣٧.
٤٠. حلبى، على بن برهان الدين، السيرة الحلبية فى سيرة الامين المامون، ج ٣، ص ٥٠٧، ناشر: دار الكتب
العلمية.
٤١. بخارى، محمد بن اسماعيل، صحيح البخارى، ج ٥، ص ١٣٩.

٤٢. نيسابوري، مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، ج٣، ص١٣٨٠، ح ١٧٥٩، ناشر: دار احياء التراث العربى - بيروت.

٤٣. نيسابوري، مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، ج٢، ص١٠٠٧، ح ١٣٨٦، ناشر: دار احياء التراث العربى - بيروت.

٤٤. ابن حزم ظاهري، على بن احمد، المحلى، ج٩، ص٣٤٥.

٤٥. ذهبي، محمد بن احمد، تاريخ الاسلام ووفيات المشاهير والاعلام، ج٥، ص٢٦، تحقيق د. عمر عبد السلام تدمري.

٤٦. ابن حجر عسقلاني، احمد بن على، تقريب التهذيب، ج١، ص٦٠٢، ناشر: دار الرشيد - سوريا، الطبعة: الاولى، ١٢٠٦هـ - ١٩٨٦ء.

٤٧. ابن حجر عسقلاني، احمد بن على، تقريب التهذيب، ج١، ص٦٢٢، ناشر: دار الرشيد - سوريا، الطبعة: الاولى، ١٢٠٦هـ - ١٩٨٦ء.

٤٨. ابن حجر عسقلاني، احمد بن على، تقريب التهذيب، ج١، ص٣٩٢، ناشر: دار الرشيد - سوريا، الطبعة: الاولى، ١٢٠٦هـ - ١٩٨٦ء.

٤٩. البانى، محمد ناصر (متوفى ١٢٢٠هـ)، السلسلة الصحيحة (مختصره)، ج٥، ص٣٨٢، رقم ٢٣٠٢، ناشر: مكتبة المعارف - الرياض.